اللہ کے نام کے ساتھ جو سراسر رحمت ہے جس کی شفقت ابدی ہے۔

گلاس ڈوم کے قیدی

عینا مقصود

آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور چاہتے ہیں کہ آپ کا قلم دنیا تک پہنچے تو یہ موقع ہم آپ کے لیے لائے ہیں۔ آپ ناول، افسانے، ناولٹ یا کالم لکھتے ہیں، مگر ابھی تک آپ کو اپنے الفاظ کو منظر عام پر لانے کا کوئی اگر! پلیٹ فارم نہیں ملا، تو فکر نہ کریں

ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنا تحریری کام ہمارے ساتھ شیئر کریں اپنی تحریریں ہمیں نیچے دیے گئے" ای میل "پر بھیجیں اور اپنی کہانیوں کو ہماری ویب سائٹ کے ذریعے ہزاروں قارئین تک پہنچائیں۔

Email: Bazmenovels@gmail.com

!اپنے الفاظ کو آواز دیں، اور اپنی شناخت ایک مصنف کے طور پر بنائیں

For more updates on our latest novels and stories, follow us on our social media pages.

Facebook: Bazmenovels

Tiktok: Bazmenovels

Youtube: Bazmenovels

Instagram: Bazmenovels

****

رات کا سکون پہاڑوں کے درمیان اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے کسی نے خاموشی کو ہاتھوں سے تھام کر رکھ دیا ہو۔ ہوا میں ہلکی سی نمی تھی، جو جلد کو چھوتے ہی اپنے وجود کا احساس دلاتی تھی، اور دور کہیں سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا کر مدھم سرگوشیوں میں رات سے کوئی پرانا راز کہہ رہی تھیں۔ چاند کی دودھیا روشنی گلاس ڈوم کی شفاف چھت سے ٹکرا کر اندرونی حصوں میں نرم سنہری عکس بکھیر رہی تھی۔ شیشے کے فرش پر روشنی ایسے ٹھہرتی تھی جیسے ہر شے اپنے وجود کی کہانی خاموشی سے دہرا رہی ہو۔

ماہ نور یوسف چھت کے کنارے کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ شیشے کی ٹھنڈی سطح پر رکھے تھے، اور آنکھیں سامنے پھیلی پہاڑوں کی سرسبزی اور نیچے پھیلے بے کراں سمندر پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ گہری سانس لیتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے منظر اس کے اندر اتر رہا ہو۔ ہوا میں گھلی نمی اور نمکینی خوشبو اس کے دل کے کسی بند دریچے کو آہستہ سے کھول رہی تھی، اور اس کے اندر ایک نیا احساس جنم لے رہا تھا زندگی، محبت، اور نئے رشتے کی خاموش مگر مضبوط طاقت۔ ہوا اس کے لمبے، گھنے سیاہ بالوں میں الجھ رہی تھی جو کمر سے نیچے تک جھول رہے تھے۔ وہ ایک عام سی لڑکی تھی، مگر اس کی سادگی میں ایک عجیب سی کشش تھی۔ اس کا رنگ چٹا تھا، مگر زندگی سے بھرپور تابندگی لیے ہوئے، جیسے سپیدہ سحر کی پہلی کرن ہو۔

اس کے عام سے نقوش میں سب سے خاص بات اس کی شہد رنگ آنکھیں تھیں، جو کسی خاموش سمندر کی طرح گہری تھیں۔ اس کی چھوٹی سی نازک ناک پر سجی سنہری نتھ اور کانوں میں جھومتی بالیاں ہر جنبش پر مدھم سی چھنکار پیدا کرتیں۔ ماہ نور کی شادی کو ایک ماہ ہو چکا تھا، مگر اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اس مختصر عرصے میں کئی جہانوں کا سفر طے کر چکی ہو۔ کراچی کے شور و غل، گنجان گلیوں اور بے ہنگم روشنیوں سے نکل کر وہ اب ایک ایسی دنیا میں آ چکی تھی جہاں رات کے تارے سرگوشیاں کرتے تھے، چٹانوں کی خاموشی بولتی تھی اور علم، انسان کے جذبات سے کہیں زیادہ طاقتور محسوس ہوتا تھا۔ یہ جگہ ہورائزن آبزرویٹری تھی۔ ایک ایسی رصد گاہ جہاں کائنات کو صرف دیکھا نہیں جاتا تھا، بلکہ سمجھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

اور اس دنیا کا مرکز... دانش ابراہیم تھا۔ دانش ابراہیم۔ ایک غیر معمولی شخص۔ طبیعیات کا ماہر، کاسمک لہروں پر تحقیق کرنے والا۔ ایسا انسان جو نظر نہ آنے والی توانائیوں کو ماپ سکتا تھا، مگر اپنے جذبات کو الفاظ میں بیان نہیں کر پاتا تھا۔ وہ خاموش تھا، مگر اس کی خاموشی گہری تھی۔ پرسکون، مگر اس سکون کے پیچھے ذہن کی انتھک حرکت چھپی ہوئی تھی۔ ماہ نور اکثر سوچتی... کیا وہ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہو گا؟ یا یہ خاموشی اس کی زندگی کے کسی تجربے کا نتیجہ تھی؟ رصد گاہ کی خاموش راہداریوں میں چلتے ہوئے ماہ نور اکثر اس شام

کے بارے میں سوچتی، جب اس کی زندگی کا رخ ہمیشہ کے لیے بدل گیا تھا۔ وہ کراچی کی ایک مصروف کانفرنس کا ہال تھا، جہاں علم کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ماہ نور اسٹیج پر کھڑی اپنے نایاب بیجوں کی زندگی پر مدلل گفتگو کر رہی تھی۔

سامنے بیٹھے سینکڑوں لوگوں میں سے ایک چہرہ ایسا تھا جو اسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا وہ دانش ابراہیم تھا۔ اس کی گہری سیاہ آنکھیں اور پرسکون چہرہ کسی گہری جھیل کی طرح ساکت تھا، مگر ان آنکھوں میں ایک ایسا تجسس تھا جو مادی چیزوں سے پرے دیکھ سکتا تھی، مگر اس میں علم کی (Arrange Marriage) تھا۔ ان کی شادی ارینج میرج ایک مشترک ڈور بندھی ہوئی تھی۔ دانش کے والد، جو ماہ نور کے ابو کے پرانے دوست تھے، انہوں نے ہی اس رشتے کی بنیاد رکھی۔ یوسف صاحب کے لیے دانش سے بہتر داماد کوئی نہیں ہو سکتا تھا ذہین، سلجھا ہوا اور اپنے کام میں ماہر۔ اور دانش؟ اسے لگا تھا کہ ایک نباتیات کی طالبہ اس کی ریاضیاتی زندگی میں وہ توازن لے آئے گی جس کی اسے تلاش تھی۔ شادی سے پہلے وہ صرف ایک بار ملے تھے۔ مختصر سی گفتگو، کچھ سائنسی سوالات اور ایک دوسرے کے علم کے لیے احترام۔

دانش نے اس وقت اسے ایک 'پرفیکٹ' انسان محسوس ہوا تھا، ایک ایسا شریکِ حیات جو اس کے خوابوں کا نگہبان بنے گا۔ مگر شادی کے بعد، رصد گاہ کے اس بند اور بے لچک

ماحول میں قدم رکھتے ہی ماہ نور پر حقیقت کی گرہیں کھلنے لگیں۔ اسے احساس ہوا کہ زندگی کی پیچیدگیوں کا سامنا کتابی علم سے نہیں، بلکہ صبر اور وقت سے کیا جاتا ہے۔ وہ دانش جسے وہ دور سے ایک "آئیڈیل" سمجھ رہی تھی، قریب سے ایک پراسرار اور خاموش انسان نکلا۔ وہ جتنا اپنی تحقیق میں کامل تھا، جذباتی اظہار میں اتنا ہی کورا تھا۔ ماہ نور نے جانا کہ جس طرح کوئی پودا ایک دن میں تناور درخت نہیں بنتا، اسی طرح کوئی رشتہ بھی پہلی ملاقات کے تاثر پر مکمل نہیں ہوتا۔ ہر انسان کے اندر کچھ گوشے ایسے ہوتے ہیں جو وہ سب سے چھپا کر رکھتا ہے، جن تک رسائی پانے کے لیے برسوں کی رفاقت درکار ہوتی ہے۔ اسے سمجھ آگیا تھا کہ دانش ایک ایسا پہاڑ ہے جس کی چوٹی تو سب کو نظر آتی ہے، مگر اس کی بنیادوں میں چھپے سکوت کو صرف وہی سمجھ سکتی تھی جو اس کے ساتھ چلنے کا عزم رکھتی ہو۔

یہ ادراک تلخ ضرور تھا، مگر اسی نے ماہ نور کو وہ ہمت دی کہ وہ دانش کے سخت اصولوں کے پیچھے چھپے ہوئے انسان کو تلاش کر سکے۔ آپ کے بیج صرف مٹی میں نہیں اگتے، اس نے سنجیدگی سے کہا تھا، یہ تو زندگی کے فلسفے جیسے ہیں۔ میں ان پر تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ ماہ نور کو تب یہ جملہ ایک سائنسی تجسس لگا تھا، مگر وقت نے ثابت کیا کہ وہ محض ایک تحقیق کی بات نہیں تھی۔ شادی سادگی سے ہوئی تھی۔ دونوں کو اپنی اپنی تحقیق کی دنیا

میں واپس جانا تھا۔ رخصتی کے وقت دانش نے صرف ایک جملہ کہا تھا جہاں آپ کے خوابوں کی جڑیں مضبوط ہوں گی، وہیں میرا گھر ہو گا۔ ماہ نور نے اس جملے کو اس وقت محض ایک خوبصورت بات سمجھا تھا۔ مگر اب وہی جملہ اس کے لیے آزمائش بن چکا تھا۔ رصد گاہ کا ماحول سخت تھا۔ ہر چیز جراثیم سے پاک، ہر اصول غیر لچکدار، اور ہر غلطی ناقابلِ برداشت۔ ماہ نور اپنے نایاب بیجوں پر ایک خاص منصوبہ شروع کرنا چاہتی تھی، مگر رصد گاہ کے ضوابط اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔

کمرے میں اسٹرابیری کی خوشبو اور کافی کی کڑواہٹ آپس میں گتھم گتھا تھیں۔ دانش آئینے کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی کی ناٹ درست کر رہا تھا بالکل درست زاویے پر، جیسے وہ کسی پیچیدہ مسئلے کا حسابی حل نکال رہا ہو۔ دوسری طرف ماہ نور کھڑکی میں رکھے اپنے گملوں کو پانی دے رہی تھی، اس کی انگلیاں مٹی کو ایسے چھو رہی تھیں جیسے کسی پرانے دوست کا ہاتھ تھام رہی ہوں۔ آپ کو پتا ہے نور؟ دانش نے آئینے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا، اس کی آواز میں وہی مخصوص سپاٹ پن تھا۔ آپ یہ جو پانی پودوں کو دے رہی ہیں، یہ محض ہائیڈروجن اور آکسیجن کا ملاپ نہیں ہے۔ یہ کیپلیری ایکشن ہے، ایک مادی قوت، جو گریویٹی کو شکست دے کر مائع کو اوپر کھینچ رہی ہے۔ فزکس کے بغیر آپ کے یہ پودے مر جائیں۔ ماہ نور کا ہاتھ رکا۔ اس نے مڑ کر دانش کو دیکھا، جواب اپنی گھڑی کی

سوئیوں کو سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے مطابق سیٹ کر رہا تھا۔ "اور آپ کو پتا ہے دانش؟" اس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا، آپ جسے 'کیپلیری ایکشن' کی قوت کہہ کر ایک لفظ میں قید کر رہے ہیں، میں اسے 'پیاس' کہتی ہوں۔ آپ قوانین دیکھتے ہیں، میں تڑپ دیکھتی ہوں۔ آپ کی فزکس یہ تو بتا سکتی ہے کہ پانی اوپر کیسے جاتا ہے، پر وہ یہ کبھی نہیں سمجھا سکتی کہ بیج کے اندر چھپی زندگی مٹی کا سینہ چاک کر کے باہر آنے کی ہمت کہاں سے لاتی ہے۔ دانش نے ایک ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کوٹ پہنا۔ "ہمت؟ وہ محض پروٹونز اور الیکٹرونز کا ایک خاص ترتیب میں ہیجان (Excitation) ہے۔ کائنات جذبات پر نہیں، فریکوئنسی اور پروبلٹی پر چلتی ہے۔" ماہ نور اس کے قریب آئی۔ اس نے دانش کے کوٹ پر پڑے ایک چھوٹے سے دھاگے کو ہٹایا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک چیلنج تھا۔

"آپ کے لیے یہ دنیا ایٹموں کا مجموعہ ہو گی، دانش۔ پر میرے لیے یہ ایک معجزہ ہے۔ آپ ستاروں کی دوری ناپتے ہیں، میں ان کی روشنی میں پتے کا رنگ بدلتے دیکھتی ہوں۔ آپ کائنات کو 'حساب' سمجھتے ہیں، اور میں اسے 'احساس'۔"

دانش نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہاں کوئی غصہ نہیں تھا، بس ایک گہری خلیج تھی جو ان کے درمیان حائل ہو رہی تھی۔

"احساس سے کانفرنسز نہیں جیتی جاتیں، ماہ نور۔ اور نہ ہی لیب میں تجربات کامیاب ہوتے ہیں۔ اگر میں رصد گاہ کے ضوابط میں 'احساس' کو جگہ دے دوں، تو کل کو وہاں سائنس نہیں، صرف کہانیاں رہ جائیں گی۔"

اس نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"خدا حافظ،"

اس نے مختصر جواب دیا۔ ماہ نور وہیں کھڑی رہی۔ دھوپ کی ایک کرن اس کے پودے پر پڑی تو وہ مسکرا دی، مگر دل کے کسی کونے میں وہی پرانا درد جاگا۔ وہ ایک ایسے انسان کے ساتھ تھی جو بارش کو دیکھ کر اس کی رفتار تو نکال سکتا تھا، مگر اس کی خوشبو سے ناواقف تھا۔

اس واقعے کے بعد ماہ نور کے لیے رصد گاہ پہلے جیسی نہ رہی تھیں۔ وہی سفید پتھر، وہی شیشے کے ڈوم، وہی آسمان کو ناپتے بے جان آلات سب اپنی جگہ موجود تھے، مگر اب ان سب کے بیچ وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کرنے لگی تھی۔ ایک ایسا اکیلا پن جو بھیڑ میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ دن کے وقت رصد گاہ میں سائنس دانوں کی آمد و رفت رہتی، کانفرنسز کی تیاری ہوتی، اور علم کی بحثیں چلتی رہتیں مگر ماہ نور ان گفتگوؤں کا حصہ نہیں

بن پاتی تھی۔ وہ ایک خاموش تماشائی تھی، جس کا اپنا ایک جہان تھا جو ان اعداد و شمار سے الگ تھا۔ رات کے رسمی عشائیوں میں وہ اکثر ایک طرف بیٹھی رہتی۔ سائنس دانوں کی بیویاں اسے اجنبی نظروں سے دیکھتیں ان کی باتیں طبیعیات، اعداد و شمار اور تجربات کے سرد دائروں کے گرد گھومتی تھیں، اور ماہ نور ان سب میں خود کو کہیں فِٹ نہیں کر پاتی تھی۔ وہ نباتیات کی طالبہ تھی، زندگی کو ایک ننھے بیج سے اگتا دیکھنے والی، اور یہاں... یہاں ہر چیز کو صرف عدد میں تولا جاتا تھا۔ اسے پہلی بار اپنی خاموشی ایک بوجھ لگنے لگی تھی۔

یہ کچھ دن بعد کی بات ہے، جب رصد گاہ میں خاموشی کا راج تھا، اچانک ہال میں لگے خطرے کے سائرن کی دھیمی مگر مسلسل آواز نے سکوت توڑ دیا۔ مانیٹر پر سرخ بتیاں کسی ناگہانی آفت کی طرح لپک رہی تھیں۔ دانش کی انگلیاں کی بورڈ پر بجلی کی طرح چل رہی تھیں اور ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

"ناممکن! ہوا کی صفائی کا نظام خود بخود ناکام نہیں ہو سکتا،"

دانش کی آواز میں ایک عجیب سی گھبراہٹ تھی۔"

کاربن ڈائی آکسائیڈ کی سطح خطرناک حد تک اوپر جا رہی ہے... ڈوم کا ماحول زہریلا ہو رہا ہے۔"

ٹھیک اسی لمحے ماہ نور اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھوں پر مٹی لگی تھی اور چہرے پر ندامت کا احساس، مگر آنکھوں میں ایک عجیب سی ضد تھی۔

"دانش، وہ میں نے۔۔۔۔"

دانش نے مڑ کر اسے دیکھا۔ اس کی نظریں ماہ نور کے مٹی آلود ہاتھوں سے ہوتی ہوئی اس کونے کی طرف گئیں جہاں گلاس ڈوم کے سائے میں ماہ نور نے چھپ کر اپنے نایاب پودوں کی ایک چھوٹی سی کیاری بنائی تھی۔

"آپ نے وہاں نامیاتی مادہ رکھا؟"

دانش کی آواز ہال میں گونجی۔"

ماہ نور اس بند ماحول میں ہر گیس کا تناسب ایک باریک حساب سے جڑا ہے۔ آپ کے ان پودوں کے سانس لینے کے عمل اور مٹی کے جرثوموں نے پورے ڈوم کا توازن بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔"

"صرف چند پودے کائنات کا توازن نہیں بگاڑ سکتے، دانش!"

ماہ نور نے تڑپ کر کہا۔

"وہ سانس لے رہے ہیں۔ وہ اس بنجر لیبارٹری میں زندگی پیدا کر رہے تھے!""

وہ زندگی نہیں، وہ ایک نقص ہیں

دانش اس کی طرف بڑھا، اس کی آنکھیں جذبات کی شدت سے سرخ تھیں۔ '

"یہ رصد گاہ ایک انتہائی حساس سائنسی آلہ ہے، کوئی نرسری نہیں۔ سینسرز مٹی کی نمی کی وجہ سے غلط نتائج دے رہے ہیں۔ میری برسوں کی تحقیق، میرے تمام اعداد و شمار... سب آپ کے ان 'خوابوں' کی وجہ سے خطرے میں ہیں۔"

ماہ نور نے اس کا راستہ روکا۔

" آپ کو صرف اپنے حساب کتاب کی فکر ہے؟ آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ وہ پودے مر رہے ہیں؟ اس دم گھٹتے ماحول میں وہ ننھی جانیں آپ کی اس مشینری سے زیادہ جدوجہد کر رہی ہیں!"" وہ مر رہے ہیں کیونکہ وہ یہاں کے لیے بنے ہی نہیں ہیں!"

دانش نے سختی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے مانیٹر کی طرف کھینچا۔

"دیکھیے اسے! یہ گراف دیکھیے، یہ محض لکیریں نہیں، یہ موت کا نشان ہے۔ اگر میں نے ابھی ہوا کی تبدیلی کے آلات نہ کھولے اور آپ کا وہ 'ناکارہ مواد' باہر نہ پھینکا، تو یہ پورا ڈوم ایک زہریلا کمرہ بن جائے گا۔"

ماہ نور کے لب بھینچ گئے۔

"ناکارہ مواد؟ آپ زندگی کو کچرا کہہ رہے ہیں؟"

"میں اسے وہ کہہ رہا ہوں جو وہ ہے ایک بے قاعدگی"

دانش نے سرد مہری سے کہا۔

"فزکس میں ہر چیز کا ایک مقام ہوتا ہے۔ آپ کے پودوں کا مقام باہر کی زمین ہے، میری رصد گاہ نہیں۔"

اس نے ایک بٹن دبایا۔ ڈوم کے ہوا کھینچنے والے پمپ کی گونج سنائی دی، جو ہوا کو باہر نکالنے لگی تھی۔ ماہ نور نے بے بسی سے شیشے کے پیچھے اپنے مرجھاتے ہوئے پودوں کو دیکھا۔ ان دونوں کے درمیان کھڑی وہ شیشے کی دیوار اب صرف سائنس کی حد نہیں تھی، بلکہ ان کے ٹوٹتے ہوئے رشتے کی لکیر بن چکی تھی۔

اس ہنگامے کے بعد رصد گاہ کی فضا میں ایک ایسی خاموشی چھا گئی جو سائرن کے شور سے کہیں زیادہ تکلیف دہ تھی۔ پمپس کی گونج تھم چکی تھی، مگر ماہ نور کی آنکھوں میں جھلکتی وہ بے بسی دانش کے ذہن کے پردے پر نقش ہو گئی تھی۔ وہ رات دانش نے لیبارٹری کی کرسی پر ساکت بیٹھے گزاری۔ مانیٹر پر اعداد و شمار اب درست تھے، توازن بحال ہو چکا تھا، مگر اس کے اپنے اندر کا توازن بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس نے اپنی عینک اتار کر میز پر رکھی اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

"میں نے اسے کچرا کہا..."

وہ دھیمے سے بڑبڑایا۔ اسے یاد آیا کہ ماہ نور جب ان پودوں کا ذکر کرتی تھی تو اس کے چہرے پر کیسی معصوم سی چمک آ جاتی تھی۔ وہ جنہیں 'نامیاتی مادہ' کہہ کر رد کر رہا تھا، وہ دراصل ماہ نور کے خوابوں کی ہریالی تھی۔ دانش کے لیے کائنات ایک حساب کتاب تھی، مگر اس رات اسے پہلی بار احساس ہوا کہ حساب کتاب میں دل کے جذبات کے لیے کوئی 'خانہ' نہیں ہوتا۔ وہ اٹھا اور آہستہ قدموں سے اس شیشے کی دیوار کے پاس جا کھڑا ہوا جہاں سے اس نے چند گھنٹے پہلے ماہ نور کے بیجوں کو باہر نکلوایا تھا۔ وہاں اب صرف خالی مٹی پڑی تھی۔ اسے اپنی سختی پر پچھتاوا ہونے لگا۔ اس کی فطرت میں غصہ نہیں تھا، مگر اس کی اصول پسندی اکثر اسے ایک بے حس انسان بنا دیتی تھی۔

'کیا میں اسے کھو دوں گا؟' یہ سوال کسی کائناتی گتھی سے زیادہ پیچیدہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ماہ نور اس وقت کمرے میں اکیلی رو رہی ہو گی۔ اسے جا کر معذرت کرنی چاہیے تھی، مگر الفاظ؟ الفاظ تو کبھی اس کے پاس تھے ہی نہیں۔ اس نے بریف کیس اٹھایا اور ایک فیصلہ کن ارادے کے ساتھ رصد گاہ سے باہر کی طرف بڑھا۔ پہاڑی ہوا ٹھنڈی تھی، مگر اس کے اندر پچھتاوے کی ایک آنچ تھی جو اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی۔

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور چاہتے ہیں کہ آپ کا قلم دنیا تک پہنچے تو یہ موقع ہم آپ کے لیے لائے ہیں۔ آپ ناول، افسانے، ناولٹ یا کالم لکھتے ہیں، مگر ابھی تک آپ کو اپنے الفاظ کو منظر عام پر لانے کا کوئی پلیٹ فارم نہیں ملا، تو فکر نہ کریں!

ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنا تحریری کام ہمارے ساتھ شیئر کریں اپنی تحریریں ہمیں نیچے دیے گئے "ای میل" پر بھیجیں اور اپنی کہانیوں کو ہماری ویب سائٹ کے ذریعے ہزاروں قارئین تک پہنچائیں۔

Email: Bazmenovels@gmail.com

اپنے الفاظ کو آواز دیں، اور اپنی شناخت ایک مصنف کے طور پر بنائیں!

For more updates on our latest novels and stories, follow us on our social media pages.

Facebook: Bazmenovels

Tiktok: Bazmenovels

Youtube: Bazmenovels

Instagram: Bazmenovels

****

ایک شام، جب رصد گاہ میں بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام تھا، ماہ نور نے خود کو خاص طور پر تنہا محسوس کیا۔ اس واقعے کے بعد ان دونوں میں ہی بات چیت نہ ہونے کے برابر تھی۔ وہ ہال کے ایک کونے میں کھڑی تھی، تنہائی کے سائے میں، جب ایک بزرگ جرمن پروفیسر کی اہلیہ اس کے پاس آئیں اور نرمی سے پوچھا، آپ یہاں بور تو نہیں ہو رہیں؟ ماہ نور کے لبوں پر ایک ادھوری مسکراہٹ آئی، مگر جواب دینے سے پہلے فضا میں ایک مانوس آواز گونجی۔ یہ دانش تھا۔ "Professor," اس نے گہرے احترام سے کہا، "you are addressing the most important element of our

research team my wife Mahnoor Yousuf." یہ جملہ بظاہر سادہ تھا، مگر اس میں ایک خاموش اعلان چھپا ہوا تھا۔ ایک ایسا وقار جو لفظوں سے زیادہ احساس میں ڈھلا تھا۔ پھر اس نے اردو میں ماہ نور کی طرف دیکھ کر کہا "مجھے اندازہ ہے تم مختلف ماحول سے آئی ہو۔ مگر میں نے انہیں بتایا ہے کہ تم نے شدید ماحولیاتی دباؤ میں زندگی کو زندہ رکھا ہے۔ They are truly concerned with hardy botany." یہ پہلا موقع تھا جب دانش نے اسے کسی غیر رسمی سائنسی فورم پر وہ وقار دیا تھا جس کی وہ حقدار تھی۔ ماہ نور نے محسوس کیا کہ وہ اب خود کو کم محسوس نہیں کر رہی۔ اسی لمحے، اسے دانش کی اس طویل خاموشی کا مطلب سمجھ آیا۔ اس کی محبت اونچی آواز میں کیے گئے دعووں کا نام نہیں تھا، نہ یہ لمبے جملوں کا اظہار تھی بلکہ یہ وہ خاموش حمایت تھی، جو کسی کو گرنے نہیں دیتی، جو سائے کی طرح ساتھ رہتی ہے اور وقت آنے پر اپنا آپ منوا لیتی ہے۔

اگلی صبح دانش نے ماہ نور کو رصد گاہ کے مرکزی حصے میں بلایا۔ ماہ نور کے دل میں ایک لمحے کو خدشہ آیا کہ شاید اسے پھر کوئی ڈانٹ سننے کو ملے گی، مگر دانش نے اس کے سامنے لیپ ٹاپ رکھا۔ اسکرین پر ایک پیچیدہ فارمولا تھا۔ میں نے کوشش کی ہے، دانش نے آہستہ سے کہا، کہ تمہارے بیجوں کی مضبوطی اور کاسمک شعاعوں کے اثرات کو ایک ساتھ سمجھ سکوں۔ تمہارے بیج فطرت کے وجود کا ایسا اصول رکھتے ہیں جیسے فزکس بھی

نظر انداز نہیں کر سکتی۔ ماہ نور کی آنکھوں میں خاموش حیرت اتر آئی۔ لیکن... پروٹوکولز؟ اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ دانش مسکرایا بہت ہلکی سی مسکراہٹ۔ میں نے ایک حل نکال لیا ہے۔ قوانین نہیں ٹوٹیں گے، مگر تمہارا کام رکے گا بھی نہیں۔ وہ اسے رصد گاہ کے باہر چٹانوں کے پیچھے لے گیا۔ نیچے سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ وہاں ایک شفاف اور محفوظ ڈھانچہ تھا جراثیم سے پاک، روشنی اور نمکیات کے مطابق ڈیزائن کیا گیا۔

یہ تمہاری جگہ ہے، دانش نے کہا، یہ رصد گاہ کے نیٹ ورک سے باہر ہے، مگر اس کے مقصد کے اندر۔

ماہ نور کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔ میں نے آپ کی خاموشی کو سرد مہری سمجھا تھا، اس نے دھیرے سے کہا۔ دانش نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ تم ماحول نہیں ہو، نور، تم میری کائنات ہو۔ اس کے ماتھے پر ایک ہلکا سا بوسہ دیا، اور اعتماد بھرے لہجے میں کہا "You are my princess, and always will be." دانش نے بے اختیار اسے دیکھا، جو اس کی اتنی سی بات پر پورا سرخ ہو چکی تھی۔ دانش نے آج سے پہلے کسی کو اتنے بے ضرر جملوں پر اس قدر شرماتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ یہ ایک ایسا وعدہ تھا جو کسی لفظی اعلان سے نہیں، بلکہ عمل سے ہمیشہ کے لیے قائم ہو گیا۔

نئی جگہ پر کام شروع ہوئے چند دن گزر چکے تھے۔ چٹانوں کے پیچھے بنا وہ شفاف ڈھانچہ ماہ نور کے لیے صرف ایک تجربہ گاہ نہیں تھا، یہ اس کے اعتماد کی واپسی تھی۔ صبح سویرے جب سورج سمندر کے کنارے سے ابھرتا، اس کی روشنی شیشے پر پڑ کر اندر نرم سنہرا عکس بکھیر دیتی، اور ماہ نور اپنے بیجوں کے درمیان خود کو زندہ محسوس کرتی۔ وہ مٹی کو ہاتھ لگاتی، نمی کو پرکھتی، اور ہر چھوٹے سے انکرت کو ایسے دیکھتی جیسے وہ اس کے اپنے وجود کا تسلسل ہو۔ دانش اکثر دور کھڑا اسے کام کرتے دیکھتا رہتا۔ نہ مداخلت، نہ ہدایات بس موجودگی۔ ماہ نور نے محسوس کیا کہ یہ موجودگی اسے کسی تحفظ کی طرح گھیر لیتی ہے۔ سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا کر ایک مدھم موسیقی پیدا کر رہی تھیں۔ وہ دونوں شیشے کی راہداری میں کھڑے تھے، جہاں سمندری نمک کی خوشبو ہوا میں رچی بسی تھی۔

ماہ نور نے اپنی انگلیاں شیشے کی ٹھنڈی سطح پر جمائیں اور پھر دانش کی طرف دیکھا، جو خاموشی سے لہروں کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے یہ سب کیوں کیا؟"

اس نے دھیمے سے پوچھا۔ وہ اس کیوں کا جواب کسی فارمولے میں نہیں، اس کی آنکھوں میں ڈھونڈ رہی تھی۔ دانش نے فوراً جواب نہیں دیا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا، جیسے وہ اپنے اندر کی کسی گرہ کو کھول رہا ہو۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ادھورے خواب صرف انسان کو نہیں توڑتے، وہ اس کے اندر کی کائنات کو بنجر کر دیتے ہیں۔"

اس نے نظریں جھکا کر ماہ نور کے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔"میں اس رصد گاہ کا توازن تو بچا سکتا تھا، مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں آپ کو بکھرتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا،

"آپ میری بیوی ہیں اور میرے لیے بہت خاص ہیں۔"

ماہ نور کے لیے یہ جواب کسی حیرت سے کم نہ تھا۔ یہ وہ دانش ابراہیم نہیں تھا جو صرف مادے کی حقیقت پر یقین رکھتا تھا، یہ وہ انسان تھا جو روح کے کرب کو محسوس کر رہا تھا۔ وقت کے ساتھ، ان کے درمیان پھیلا سکوت اب بوجھل نہیں رہا تھا۔ ایک شام، جب کمرے میں صرف کافی کے مگ سے اٹھتی بھاپ اور لیپ ٹاپ کی مدھم روشنی تھی، دانش نے اپنی عینک اتار کر میز پر رکھی۔

"لوگوں کو لگتا ہے کہ میری خاموشی میری انا ہے،"

اس نے بغیر ماہ نور کی طرف دیکھے کہا۔ اس کا لہجہ اتنا مدھم تھا جیسے وہ خود سے کلام کر رہا ہو۔

"مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے بچپن سے اپنے جذبات کو الفاظ کے سپرد کرنا سیکھا ہی نہیں۔ میری امی کہتی تھیں کہ میں ہر بات دل میں اس طرح محفوظ کرلیتا ہوں جیسے کوئی نایاب فارمولا ہو۔"

ماہ نور کا قلم نوٹس لکھتے ہوئے رک گیا۔ اس نے دانش کو نہیں دیکھا، مگر اس کی مسکراہٹ میں ایک ایسی ہمدردی تھی جو کسی بھی تسلی سے زیادہ طاقتور تھی۔ راتیں اب محض وقت کا گزرنا نہیں تھیں، بلکہ ایک خاموش رفاقت بن چکی تھیں۔ کبھی دانش کام کرتے کرتے بے اختیار اس کی طرف دیکھتا اور بنا پوچھے کافی کا دوسرا مگ اس کی میز پر رکھ دیتا۔ وہ شکریہ نہیں کہتی تھی، بس اس کی انگلیوں کے ہلکے سے لمس کو محسوس کرتی جو مگ رکھتے ہوئے اسے چھو جاتی تھیں۔ ایک رات جب کھڑکی کے باہر تیز ہوا کسی زخمی پرندے کی طرح چیخ رہی تھی، ماہ نور نے شیشے کے پار اندھیرے کو دیکھتے ہوئے کہا،

"مجھے لگتا تھا کہ محبت کسی بلند آواز والے اعلان کا نام ہے۔"

دانش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور اب؟"

"اب لگتا ہے کہ محبت وہ ہے جو انسان کو خود بنے رہنے کی اجازت دے۔ جو اسے بدلنے کے بجائے اسے اس کی اپنی شناخت کے ساتھ قبول کرلے۔"

دانش نے کچھ نہیں کہا۔ وہ اٹھا اور نہایت سکون سے کھڑکی کا پٹ بند کر دیا۔ اس نے صرف ہوا کا راستہ نہیں روکا تھا، بلکہ ماہ نور کو اس ٹھنڈک سے بچانے کا ایک خاموش وعدہ کیا تھا۔ ماہ نور کو پہلی بار احساس ہوا کہ دانش اسے بدل نہیں رہا، بلکہ اسے نکھار رہا ہے۔ وہ دونوں جو دو الگ سمتوں میں کھڑے تھے، اب ایک ہی خاموشی کو اپنی اپنی زبان میں سمجھنے لگے تھے۔

رصد گاہ میں اس دن غیر معمولی چہل پہل تھی۔ نئے فنڈنگ پروجیکٹس، بین الاقوامی ریویو کمیٹی، اور اعلیٰ سطحی معائنہ ہر چہرے پر سنجیدگی نمایاں تھی۔ دانش ابراہیم صبح سے مصروف تھا۔ میٹنگز، ڈیٹا، رپورٹس ایک کے بعد ایک۔ ماہ نور نے یہ سب خاموشی سے دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ دن دانش کے لیے اہم ہے، مگر اس کے دل میں ایک انجانا سا خدشہ دبے پاؤں اتر آیا تھا۔ دوپہر کے قریب ریویو کمیٹی کے ایک رکن نے نئ رصد گاہ کے بنیادی مقصد structure بایولوجیکل ریسرچ اسپیس پر اعتراض اٹھایا۔ یہ سے ہٹ کر ہے، اس نے خشک لہجے میں کہا، ہم اس پر دوبارہ غور کریں گے۔ ماہ نور کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ سب کی نظریں دانش پر تھیں، جو میز پر ہاتھ جمائے بیٹھا

تھا۔ اس کی برسوں کی تحقیق ایک طرف تھی اور دوسری طرف وہ چھوٹی سی جگہ، جہاں ماہ نور کی زندگی سانس لیتی تھی۔ دانش نے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں کوئی لرزش نہیں تھی۔ "یہ غیر ضروری نہیں، یہ ناگزیر ہے، اس کی آواز ہال میں ایک دھماکے کی طرح گونجی۔ اس نے کسی وضاحت کے بغیر بات جاری رکھی، "ہم کائنات کے دور دراز ستاروں کو تو ناپنا چاہتے ہیں، مگر اپنے قدموں تلے اگتی زندگی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر میری تحقیق مجھے یہ نہیں سکھا سکی کہ 'وجود' کی قیمت کیا ہے، تو یہ تمام اعداد و شمار محض کاغذ کے ٹکڑے ہیں۔ یہ جگہ رہے گی، کیونکہ یہ کائنات کو سمجھنے کا میرا نیا زاویہ ہے۔ کمرے میں موت جیسی خاموشی چھا گئی۔

دانش نے اپنے پورے کیریئر کو ایک جملے میں داؤ پر لگا دیا تھا۔ میٹنگ ختم ہوئی اور فیصلہ مؤخر کر دیا گیا تھا۔ شام کو سمندر کے کنارے لہریں بپھری ہوئی تھیں۔ ماہ نور خاموش کھڑی تھی، جب اس نے اپنے پیچھے دانش کے قدموں کی چاپ سنی۔

"اگر ریویو کمیٹی نے آپ کی بات نہ مانی تو؟"

ماہ نور نے مڑ کر دیکھا۔ اس کی آواز ہوا کے شور میں کانپ رہی تھی۔

"اگر یہ سب ختم ہو گیا تو؟"

دانش اس کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس بار اس کی خاموشی میں کوئی دیوار نہیں تھی۔ اس نے بہت دھیمے سے ماہ نور کی آنکھوں میں جھانکا۔ تو ہم دوبارہ شروع کریں گے، نور کسی دوسری جگہ پر، اللہ کی دنیا حدوں میں قید نہیں

اور یہ بات آپ بخوبی جانتی ہیں۔ اللہ نے انسان کو عقل اور شعور اس لیے دیا ہے کہ وہ اس کائنات کے رازوں کو سمجھے، سوال کرے، اور غور و فکر کے ذریعے سچ تک پہنچے۔

اپنی تحقیق کی قیمت پر؟

ماہ نور نے بے یقینی سے پوچھا۔

یہ قیمت نہیں ہے، دانش نے اس کے چہرے پر بکھری زلفوں کو بہت نرمی سے پیچھے ہٹایا، اس کا لمس ماہ نور کے دل میں اتر گیا۔ یہ انتخاب ہے۔ اور میں نے آپ کو چن لیا ہے۔ میرے لیے آپ کی خوشی ان ستاروں کی چمک سے کہیں زیادہ حقیقی ہے۔

میرے لیے آپ ہی میرا واحد رشتہ ہیں۔ میں نے بہت سے سال اکیلے گزارے ہیں، صرف اپنے اس پیشے کی وجہ سے۔ شادی کے آغاز میں میں آپ کو مناسب وقت نہیں دے سکا، جس کا مجھے آج بھی افسوس ہے۔ اب مجھے یوں لگتا ہے کہ جب ایک مرد کسی عورت کو اپنی زوجیت میں لیتا ہے تو صرف بنیادی ضروریات پوری کر دینا ہی اس کے حق

کی ادائیگی نہیں ہوتی، بلکہ اپنے شریکِ حیات کے خوابوں کو سمجھنا اور ان کی تکمیل میں اس کا ساتھ دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔

ماہ نور کو لگا جیسے سمندر کا سارا تلاطم تھم گیا ہو۔ اسے احساس ہوا کہ دانش صرف اس کا شوہر نہیں، اس کا وہ محافظ ہے جو اس کے خوابوں کے لیے دنیا سے لڑ سکتا ہے۔ یہ صرف ساتھ چلنے کا نہیں، ایک دوسرے کے لیے مٹ جانے کا عہد تھا۔

اسی رات وہ دونوں دیر تک جاگتے رہے۔ کسی نے مستقبل کے نقشے نہیں بنائے، کسی نے وعدے نہیں دہرائے بس ایک دوسرے کے خدشات سنے۔

ماہ نور نے پہلی بار بغیر ہچکچاہٹ کہا مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں آپ کی دنیا میں غیر ضروری نہ بن جاؤں۔

دانش نے فوراً جواب نہیں دیا۔ پھر بولا مجھے ہمیشہ ڈر رہا کہ میری خاموشی آپ کو مجھ سے دور نہ کر دے۔ یہ اعترافات خاموش تھے، مگر سچے۔ اسی سچ نے ان کے بیچ کی آخری دیوار آہستہ آہستہ گرا دی۔

اگلی صبح ریویو کمیٹی کا پیغام آیا۔ پروجیکٹ کو عارضی منظوری مل چکی تھی مزید ڈیٹا کے ساتھ۔ ماہ نور نے پیغام پڑھ کر دانش کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرایا اس بار کھل کر۔ یہ جیت

کسی ایک کی نہیں تھی۔ یہ اس رشتے کی جیت تھی جو آزمائش میں خاموشی سے مضبوط ہو گیا تھا۔

چند ہفتے گزر چکے تھے۔ رصد گاہ کی فضا اب پہلے جیسی سخت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ شاید ماحول نہیں بدلا تھا، بدلا تھا تو صرف ماہ نور کا احساسِ وابستگی۔ شیشے کے اس شفاف ڈھانچے میں اب صرف بیج نہیں اگ رہے تھے، بلکہ یقین بھی پروان چڑھ رہا تھا۔

****

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور چاہتے ہیں کہ آپ کا قلم دنیا تک پہنچے تو یہ موقع ہم آپ کے لیے لائے ہیں۔ آپ ناول، افسانے، ناولٹ یا کالم لکھتے ہیں، مگر ابھی تک آپ کو اپنے الفاظ کو منظر عام پر لانے کا کوئی پلیٹ فارم نہیں ملا، تو فکر نہ کریں!

ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنا تحریری کام ہمارے ساتھ شیئر کریں اپنی تحریریں ہمیں نیچے دیے گئے "ای میل" پر بھیجیں اور اپنی کہانیوں کو ہماری ویب سائٹ کے ذریعے ہزاروں قارئین تک پہنچائیں۔

Email: Bazmenovels@gmail.com

اپنے الفاظ کو آواز دیں، اور اپنی شناخت ایک مصنف کے طور پر بنائیں!

For more updates on our latest novels and stories, follow us on our social media pages.

Facebook: Bazmenovels

Tiktok: Bazmenovels

Youtube: Bazmenovels

Instagram: Bazmenovels

****

ماہ نور جب صبح وہاں آتی، سورج کی روشنی بیجوں پر پڑ کر نرم سی چمک پیدا کرتی، اور اسے یوں لگتا جیسے زندگی خاموشی سے اس کے فیصلوں کی توثیق کر رہی ہو۔ دانش اکثر کچھ فاصلے پر کھڑا اسے کام کرتے دیکھتا رہتا۔ وہ اب بھی زیادہ نہیں بولتا تھا، مگر اب اس کی خاموشی ماہ نور کو سوال نہیں لگتی تھا وہ اسے جواب محسوس ہوتی تھی۔

ریویو کمیٹی کی حتمی رپورٹ اسی دن موصول ہوئی تھیں۔ پروجیکٹ کو مکمل منظوری مل چکی تھی۔ دانش نے رپورٹ بند کی اور سیدھا ماہ نور کی طرف دیکھا۔

مبارک ہو، اس نے کہا، نہ جوش میں، نہ رسمی انداز میں بس دل سے۔

ماہ نور نے رپورٹ نہیں دیکھی، وہ دانش کو دیکھ رہی تھی۔

ہمیں مبارک ہو کیونکہ یہ سفر ہم دونوں کا ہے۔ اس نے آہستہ سے درست کیا۔

دانش کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ ہاں، ہمیں۔

یہ ایک لفظ اس پورے سفر کا خلاصہ تھا۔

اسی شام وہ دونوں چٹانوں کے قریب کھڑے تھے۔ سمندر پر سکون تھا، جیسے وہ بھی کسی نتیجے پر پہنچ چکا ہو۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں یہاں خود کو مکمل محسوس کروں گی، ماہ نور نے کہا۔

دانش نے جواب دیا میں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ میری دنیا میں کسی اور کی جگہ اتنی قدرتی ہو جائے گی۔

ماہ نور نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ آپ اب بھی کم بولتے ہیں۔

اور آپ اب بھی زیادہ محسوس کرتی ہیں، دانش نے نرمی سے کہا۔ یہ اختلاف نہیں تھا یہ توازن تھا۔

رات کے وقت رصد گاہ کی لائٹس مدھم تھیں، اور آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔

دانش نے ماہ نور کے ساتھ کھڑے ہو کر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

کائنات بہت وسیع ہے، اور ہم بہت چھوٹے۔ مگر اگر انسان کے پاس کوئی ایک ایسا ہو جس کے ساتھ وہ یہ وسعت بانٹ سکے تو چھوٹا ہونا بھی ادھورا نہیں لگتا۔

ماہ نور نے کچھ نہیں کہا، بس اس کے پاس کھڑی رہی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ رشتہ نہ دعووں پر کھڑا ہے، نہ وعدوں پر بلکہ انتخاب پر۔ ہر دن ایک دوسرے کو چننے کا انتخاب۔

ویسے، نور... آپ نے کبھی بتایا نہیں دانش نے اچانک کہا تھا، جیسے دل میں چھپا کوئی خیال بے اختیار زبان تک آگیا ہو۔

کیا؟ ماہ نور کا لہجہ سوالیہ تھا، مگر آنکھوں میں ہلکی سی چونک سمٹ آئی۔

کہ آپ کو کھانے میں سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے؟

ایک لمحے کے لیے ماہ نور ٹھٹھک گئی۔ آنکھوں میں حیرت اتری، جیسے وہ سوال نہیں بلکہ اپنے بارے میں کوئی نیا پہلو دریافت کر رہی ہو۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُتری

مجھے کھانے میں سب سے زیادہ پیزا پسند ہے۔ اگر مجھے ہفتے میں پیزا نہ ملے تو... مجھے بہت رونا آتا ہے۔

دانش نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ لڑکی جو ہمیشہ مضبوط دکھائی دیتی تھی، اس لمحے اتنی سادہ، اتنی حقیقی لگ رہی تھی۔

ویسے، آپ اتنی چھوٹی سی باتوں پر رونے والی لڑکی لگتی تو نہیں ہیں۔

کیوں نہیں لگتی؟ ماہ نور نے آہستہ سے کہا۔ ہر لڑکی کو رونا آتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ کچھ لڑکیاں چھوٹی باتوں پر رو لیتی ہیں... اور کچھ بڑی باتوں پر مسکرانا سیکھ لیتی ہیں۔ میں چھوٹی باتوں پر روتی ہوں۔

چلے، یہ بھی ہو گیا ہر فلیور کا پیزا میں آپ کو کھلاؤں گا۔

ان شاء اللہ...

اس نے توقف کیا، پھر شرارت آمیز سنجیدگی کے ساتھ بولی اور ابھی سے بتا رہی ہوں، اگر مجھے ہفتے میں پیزا نہیں ملا تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔

اس کی آنکھوں میں وہ چمک تھی جو ضد سے زیادہ اپنائیت کا اعلان ہوتی ہے۔

ارے نہیں نہیں، ناراض مت ہونا سرکار، دانش کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔ آپ کی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا ہوں میں۔

ماہ نور کی آنکھوں میں خوشی کی ایک نرم سی لہر دوڑ گئی۔ وہ خوشی جو کسی وعدے سے زیادہ، اس بات کی تھی کہ کوئی اس کی چھوٹی سی خواہش کو بھی اہم سمجھ رہا تھا۔

اور اسی لمحے دانش کے دل نے، بغیر شور کیے، یہ مان لیا کہ یہ لڑکی اس کے دل کے لیے محض پسند نہیں... ایک ضرورت بنتی جا رہی ہے۔

ویسے، آج اتنے عرصے بعد یہ سوال کیوں؟ ماہ نور نے دھیرے سے پوچھا، جیسے جواب سے زیادہ نیت جاننا چاہتی ہو۔

بس... آپ کو جاننے کی کوشش کر رہا ہوں، دانش نے آہستگی سے کہا۔

ماہ نور اس کے جواب پر سر جھکا کر ہلکا سا مسکرائی۔ دانش نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو اسے یوں لگا جیسے زندگی کی بے ترتیبی اچانک ترتیب میں آگئی ہو۔

اب زندگی مکمل لگ رہی تھی۔

واپسی پر ماہ نور نے آہستہ سے کہا: اگر کبھی راستہ بدلنا پڑا تو؟

دانش نے بغیر رکے جواب دیا: تو ہم ساتھ بدلیں گے۔

آپ بہت اچھے ہیں... اس قدر کہ میرے تمام خوف، تمام تنہائیاں آپ کے نام پر آکر خاموش ہو جاتی ہیں۔ ماہ نور کی آواز میں ٹھہرا ہوا یقین تھا۔

یہ کوئی عام جملہ نہیں تھا، بلکہ ایک مشرقی لڑکی کا وہ اظہارِ محبت تھا جو لفظوں سے زیادہ خاموشی میں مکمل ہوتا ہے۔

Always for you, my love.

یہ کوئی انجام نہیں تھا، یہ ایک آغاز تھا خاموش، مضبوط، اور کھلا ہوا۔ اور شاید اسی کو سکون کہتے ہیں۔

چاند کی روشنی میں، گلاس ڈوم کے شفاف سایوں کے بیچ، انہوں نے جان لیا کہ محبت خاموشی میں بھی بول سکتی ہے، اور وقت کے ساتھ مزید مضبوط ہوتی ہے۔

خَتمُ شُدہ۔

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور چاہتے ہیں کہ آپ کا قلم دنیا تک پہنچے تو یہ موقع ہم آپ کے لیے لائے ہیں۔ آپ ناول، افسانے، ناولٹ یا کالم لکھتے ہیں، مگر ابھی تک آپ کو اپنے الفاظ کو منظر عام پر لانے کا کوئی پلیٹ فارم نہیں ملا، تو فکر نہ کریں!

ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنا تحریری کام ہمارے ساتھ شیئر کریں اپنی تحریریں ہمیں نیچے دیے گئے "ای میل" پر بھیجیں اور اپنی کہانیوں کو ہماری ویب سائٹ کے ذریعے ہزاروں قارئین تک پہنچائیں۔

Email: Bazmenovels@gmail.com

اپنے الفاظ کو آواز دیں، اور اپنی شناخت ایک مصنف کے طور پر بنائیں!

For more updates on our latest novels and stories, follow us on our social media pages.

Facebook: Bazmenovels

Tiktok: Bazmenovels

Youtube: Bazmenovels

Instagram: Bazmenovels